

## خطبہ (۲۳۱)

(۲۳۱) وَمِنْ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْحَلَامُ

ذعلب یمانی نے احمد ابن قتیبہ سے اور اس نے عبد اللہ ابن زید سے اور انہوں نے مالک ابن دجیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ: ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں کے اختلاف (صورت و سیرت) کا ذکر کچھڑا تو آپ نے فرمایا:

ان ٹل کے مبدء طینت نے ان میں تفریق پیدا کر دی ہے اور یہ اس طرح کہ وہ شورہ زار و شیریں زمین اور سخت و نرم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، لہذا وہ زمین کے قرب کے اعتبار سے متفق ہوتے اور اختلاف کے تناسب سے مختلف ہوتے ہیں۔ (اس پر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) پورا خوش شکل انسان عقل میں ناقص اور بلند قامت آدمی پست ہوت ہے اور نیکوکار بد صورت اور کوتاہ قامت دور اندیش ہوتا ہے اور طبعاً نیک سرشت کسی بڑی عادت کو پیچھے لگا لیتا ہے اور پریشان دل والا پر انگدھ عقل اور چلتی ہوئی زبان والا ہوشمند دل رکھتا ہے۔

--☆☆--

رَوْى دِعْلَبُ الْيَمَانِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِحِيَّةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ اخْتِلَافُ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّمَا فَرَقَ بَيْنَهُمْ مَبَادِئُ طِينِهِمْ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا فِلْقَةً مِنْ سَبِّحَ أَرْضَ وَ عَذْبَهَا، وَ حَذْنَ تُرْبَةٍ وَ سَهْلَهَا، فَهُمْ عَلَى حَسَبِ قُرْبِ أَرْضِهِمْ يَتَقَارَبُونَ، وَ عَلَى قُدْرِ اخْتِلَافِهِمَا يَتَفَاقَوْنَ، فَتَأَمَّرُ الرُّوَّاءُ نَاقِصُ الْعُقْلِ، وَ مَادُ الْقَامَةُ قَصِيْدُ الْهَمَةِ، وَ زَائِيْدُ الْعَمَلِ قَبِيْحُ الْمُنْظَرِ، وَ قَرِيْبُ الْقَعْدِ بَعِيْدُ السَّبِّبِ، وَ مَعْرُوفُ الضَّرِيْبَةِ مُنْكَرُ الْجَلِيْبَةِ، وَ تَائِيْهُ الْقُلْبُ مُتَفَرِّقُ اللِّبِّ، وَ طَلِيْقُ الْلِّسَانِ حَدِيْدُ الْجَنَانِ.

-----☆☆-----

ط حضرت نے اس کلام میں انسانی صورت و سیرت کے اختلاف کا سبب انسان کے مبادی طینت کو قرار دیا ہے کہ جن کے مطابق ان کے خط و غال بنتے اور سیرت و کدرار کے سانچے ڈھلتے ہیں۔ چنانچہ انسانوں کے مبادی طینت میں جتنا بآہی قرب ہوگا اتنا ہی ان کے ذاتی و فکری رحمانات ہم آہنگ ہوں گے اور جتنا ان میں بعد ہوگا اتنا ہی ان کے امیال و عوامل میں اختلاف اُبھرے گا۔

”مبادی“ شے سے مراد وہ چیز ہیں ہوتی ہیں کہ جن پر اسکے وجود کا اختصار ہو، مگر وہ اس مکملے علت نہ ہوں اور ”طینت“ طینت کی جمع ہے جس کے معنی اصل و بنیاد کے ہوتے ہیں اور یہاں پر ”طینت“ سے مراد لطفہ ہے کہ جو شوونما کی مختلف منزلوں سے گزر کر انسانی صورت میں رونما ہوتا ہے اور اسکے مبادی سے مراد وہ اجزاء عنصریہ ہیں جن سے ان چیزوں کی پیدائش ہوتی ہے جس سے لطفہ کی تخلیق وابستہ ہے۔ چنانچہ زمین شورہ زار و شیریں اور زرم و سخت سے انہی اجزاء عنصریہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ اجزاء عنصریہ پوچھنے مختلف کیفیات کے حامل ہوتے ہیں، لہذا ان سے پیدا ہونے والا لطفہ بھی مختلف خصوصیات و استعدادات کا حامل ہوگا جن کا اٹھاہار اس سے پیدا ہونے والی مثائق کے اختلاف صور و اخلاق سے ہوتا ہے۔

ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ: مبادی طینت سے مراد نفس مدد برہ ہیں کہ جو اپنی مابیات میں مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ افلاطون اور حکماء کی ایک جماعت کا مسلک ہے اور انہیں مبادی طینت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جسم انسانی کیلئے حصار اور عناصر کے متفرق و پاشاں ہونے سے مانع ہوتے ہیں۔ تو جس طرح شے کا وجود اس کے مبادی پر مختص ہوتا ہے، اسی طرح جد عنصری کی بقایا نفس مدد برہ پر منحصر ہے۔ چنانچہ جب تک نفس مدد برہ باقی رہتا ہے بد شکست و ریخت سے اور عناصر منتشر و پراگنڈہ ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور جب وہ بدن کا ساقط چھوڑ دیتا ہے تو پھر عناصر کا شیرازہ بھی بکھر جاتا ہے۔

اس تاویل کی بنیاد پر حضرتؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہو گا کہ: قدرت نے مختلف نفوس پیدا کئے ہیں جن میں سے کچھ شقی ہیں، کچھ سعید اور کچھ ضعیف ہیں اور کچھ قوی اور جس میں جیسا نفس کا فرمایا ہو گا اس سے ویسے ہی افعال و اعمال صادر ہوں گے اور دشمنوں کے رحمانات میں اگر یکمائنیت و ہمیگی ہوتی ہے تو اس لئے کان کے نفس یکماں و ہمنگ ہیں اور اگر ان کے میلانات میں فرق ہوتا ہے تو اس لئے کان کے نفس آپس میں کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ لیکن یہ تاویل قابل قبول نہیں، کیونکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشاد میں صرف سیرت و کردار کے اختلاف کا تذکرہ نہیں بلکہ صورت و شکل کے اختلاف کا بھی ذکر ہے اور صورت و شکل کے اختلاف نفس کے اختلاف کا تذکرہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

بہر صورت انسانی صورت و سیرت کے اختلاف کی وجہ نفوس مدد برہ ہوں یا اجزاء عنصریہ، ان کلمات سے نفی اختیار اور جبرا کا توہم ہوتا ہے کہ اگر انسان کی فکری و عملی خصوصیات طینت کی کارفرمائی کی وجہ سے ہوتی ہیں تو وہ اپنے کو ایک معینہ سانچے میں ڈھانے پر مجبور ہو گا کہ جس کی وجہ سے نہ اچھی خصلت پر تحسین و آفرین کا متحقق قرار پائے گا اور نہ برعی خصلت پر نفرت و ملامت کے قابل سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ توہم غلط ہے، کیونکہ یہ چیز اپنے مقام پر ثابت ہے کہ خداوند عالم جس طرح کائنات کی ہر چیز کو اس کے موجود ہونے کے بعد جاتا ہے، اسی طرح اس کے موجود ہونے سے پہلے بھی جانتا تھا اور اس کے علم میں تھا کہ انسان اپنے ارادہ و اختیار سے کن چیزوں پر عمل کرے گا اور کن چیزوں کو ترک کرے گا۔ تو قدرت نے اس کے اختیاری افعال کے لحاظ سے ویسی ہی اسے استعداد دے دی اور ویسی ہی طینت سے اسے خلق کر دیا اور یہ طینت ان افعال کے وقوع کی علت نہیں کہ انسان کو مجبور قرار دے کر اس سے اختیار کو سلب کر لیا جائے، بلکہ مناسب طینت سے خلق کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس کیلئے بھر مانع نہیں ہوتا اور جس راہ پر وہ با اختیار خود چلتا پا رہتا ہے، چلنے دیتا ہے۔

